يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ
اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوْا

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو تحقیق کرلیا کرو (الحجرات)

عباراتِ اکابر

شیخ الحدیث امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ

مکتبہ صفدریہ
نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

طبع دہم .... فروری ۲۰۰۵ء

نام کتاب .... عبارات اکابر

مؤلف .... امام اہل سنت شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دام مجدھم

مطبع .... مکی مدنی پرنٹرز لاہور

تعداد .... گیارہ سو (۱۱۰۰)

قیمت .... -/۶۲ (باسٹھ روپے)

ناشر .... مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

﴿ ملنے کے پتے ﴾

☆ ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ ☆ مکتبہ امدادیہ ملتان

☆ مکتبہ حلیمیہ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی ☆ مکتبہ حقانیہ ملتان

☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار ☆ مکتبہ مجیدیہ ملتان

☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور ☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی ☆ اسلامی کتب خانہ اڈا گامی ایبٹ آباد

☆ مکتبہ العارفی فیصل آباد ☆ مکتبہ فریدیہ ای سیون اسلام آباد

☆ مکتبہ رشیدیہ حسن مارکیٹ نیو روڈ مینگورہ ☆ دار الکتاب عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ نعمانیہ کبیر مارکیٹ لکی مروت ☆ مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ

☆ مکتبہ قاسمیہ جمشید روڈ نزد جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی

☆ مکتبہ فاروقیہ حنفیہ عقب فائر بریگیڈ اردو بازار گوجرانوالہ

☆ کتاب گھر شاہ جی مارکیٹ گکھڑ ☆ مکتبہ سید احمد شہید اکوڑہ خٹک

کا صحیح عقیدہ بیان کیا گیا ہے کہ ہم ایسے عقیدہ والے کو جو آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر کسی اور کا علمی تفوق تسلیم کرتا ہو قطعاً کافر سمجھتے ہیں پھر بھلا ہمارا یہ عقیدہ کیسے ہو سکتا ہے المہند کو اول سے آخر تک پڑھ لیں اور انصاف کریں کہ کیا اس میں حضرت تھانوی کی تکفیر کی گئی ہے یا تکفیر سے ان کی برأت بیان کی گئی اور کیا اس کتاب میں ان کی تردید کی گئی ہے یا تصدیق اور تقریظ حاصل کی گئی ہے ؟ مگر ؎

یہ مُلّا کافروں کو دولت اسلام کیا دے گا
اسے کافر بنانا بس مسلمانوں کو آتا ہے

دوسرا اعتراض ایک خواب کی تعبیر اور مرید کی خطا کی وجہ سے انکی تکفیر

بریلوی جماعت کے بعض حضرات کا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ اعتراض بھی ہے اور اس کی وجہ سے ان کی (معاذ اللہ تعالےٰ) تکفیر بھی کی گئی ہے کہ ان کے ایک مرید نے خواب میں یوں کلمہ پڑھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْرَفُ عَلِي رَسُوْلُ اللّٰهِ - اور پھر اس نے بیداری کی حالت میں درود شریف اس طرح پڑھا - اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ نَبِيِّنَا وَ مَوْلَانَا اَشْرَفْ عَلِي - اور خواب کی تعبیر بھی انہوں نے یہ بتائی کہ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہٖ تعالےٰ متبع سنت ہے۔ اس پر اعتراض کا تجزیہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ :

(۱) معاذ اللہ تعالےٰ مولانا تھانویؒ نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے ۔

(۲) اور صاحب واقعہ کو سرزنش اور تنبیہ نہیں کی حالانکہ وہ اس کا مستحق تھا اور اس کو توبہ واستغفار اور تجدید ایمان و نکاح کی تلقین بھی نہ کی جب کہ قائل کافر تھا اور حضرت تھانوی اس کے کفر پر خوش اور راضی رہے اور انکار نہ کیا لہٰذا وہ بھی کافر ہو گئے (معاذ اللہ تعالیٰ) کیوں کہ رضا بالکفر کفر ہے ۔

(۳) ایسے شیطانی وسوسہ کو حالت محمودہ پر کیوں حمل کیا اور اس کی تعبیر کیوں دی گئی؟ مولوی محمد عمر صاحب نے اس واقعہ پر یہ سرخی قائم کی ہے۔

دیوبندیوں کا کلمہ بھی مسلمانوں سے علیحدہ ہے۔ (مقیاس حنفیت ص۱۹)

الجواب! مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم پہلے اس واقعہ کو خود حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس ارادتمند کے اپنے الفاظ میں بقدر ضرورت نقل کر دیں اس کے بعد پھر کچھ عرض کریں۔ وہ صاحب لکھتے ہیں کہ:

اور سو گیا کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں۔ اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و بارک وسلم کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و بارک وسلم کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری۔ اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم ہی کا خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ

لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی۔ حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور (یعنی حضرت تھانوی رحمہ اللہ) کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔ انتہیٰ بلفظہ۔

(الامداد ص۳۵ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ)

اس عبارت میں اس کی تصریح ہے کہ کلمہ طیبہ میں غلطی خواب میں ہوئی اور، صاحب خواب اس پر خاصا پریشان ہوا اور خواب میں بھی اپنی غلطی کا احساس کرتا رہا لیکن بے ساختہ زبان سے غلط کلمہ نکلتا رہا اور جب بیداری میں درود شریف غلط پڑھتا ہے تو اس میں بھی صراحت سے وہ کہتا ہے کہ بے اختیار ہوں۔ مجبور ہوں۔ زبان قابو میں نہیں۔ اور پھر اس پر بھی وہ خوب رویا ہے اس مقام پر چند باتیں قابل غور ہیں جن کو ٹھنڈے دل سے ملاحظہ کرنا چاہیئے۔

پہلی بات: خواب کی ایک صورت ہوتی ہے اور اس میں پنہاں ایک حقیقت ہوتی ہے جس کو تعبیر کہتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بظاہر خواب بڑا خوشنما اور مژدہ افزا معلوم ہوتا ہے لیکن اس کی حقیقت اس کے بالکل برعکس ہوتی ہے۔ اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بادی النظر میں خواب نہایت تاریک، اندوہناک، اور وحشت انگیز دکھائی دیتا ہے مگر اس کا باطنی پہلو اور تعبیر بہت ہی خوش کن اور خوش آئند ہوتی ہے اور تعبیر سامنے آجانے کے بعد خواب دیکھنے والے کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔

اس دوسری مد کے خوابوں کے بارے میں اختصاراً چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

(الف) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی چچی حضرت ام الفضل

بنت الحارث رضی اللہ تعالٰی عنہا نے ایک خواب دیکھا اور وہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آج رات میں نے ایک برا خواب دیکھا ہے (حلما منکرا) آپ نے فرمایا کہ وہ کیا خواب ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ بہت ہی سخت ہے (انہ شدید) آپ نے فرمایا کہ بتائیں توسہی وہ کیا ہے حضرت ام الفضل نے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے گویا آپ کے جسم مبارک سے ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے (اس کی تعبیر یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالٰی میری لخت جگر بیٹی (سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا) کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں کھیلے گا۔ چنانچہ (سیدنا حضرت حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ) پیدا ہوئے اور میری گود میں کھیلے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص۵۷۲ اصح المطابع)

ملاحظہ کیجئے کہ بظاہر کس قدر برا خواب تھا کہ خود حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالٰی عنہا اس سے گھبرا رہی تھیں اور بتلانے پر بھی آمادہ نہ تھیں مگر آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وبارک وسلم کے مکرر استفسار پر انہوں نے آخر بیان ہی کر دیا، اور پھر جب آپ نے اس کی تعبیر بیان فرمائی تو وہ کس قدر خوش کن اور خالص خوشخبری تھی۔

(ب) اگر کوئی شخص خواب میں یہ دیکھے کہ اس کے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں تو وہ یقیناً اس سے گھبرائے گا اور ضرور پریشان ہوگا۔ لیکن سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ۔

احب القید واکرہ الغل والقید ثبات فی الدین۔ (بخاری ج ۲ ص۱۰۳۹، ومسلم ج ۲ ص۲۴۲، واللفظ لہ ومستدرک ج ۴ ص۳۹۰)

میں بیڑیوں کو پسند کرتا ہوں اور گردن کے طوق کو مکروہ سمجھتا ہوں بیڑیاں دین کے معاملہ میں ثابت قدمی کی دلیل ہے۔

اس میں بھی خواب کی صورت اور ظاہری پہلو دیکھئے کیا ہے ؟ اور اس کے اندر جو حقیقت اور اس کی تعبیر ہے وہ کیا ہے ؟

(ج) حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس پر پہنچے اور وہاں پہنچ کر مرقد مبارک کو اکھاڑا ، العیاذ باللہ تعالیٰ ، پس اس پریشان کن اور وحشت انگیز خواب کی اطلاع انہوں نے اپنے استاد کو دی اور اس زمانہ میں حضرت امام صاحب علیہ الرحمۃ مکتب میں تعلیم پاتے تھے ۔ ان کے استاد نے فرمایا ۔ اگر واقعی یہ خواب تمہارا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ تم جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی احادیث کی پیروی کرو گے اور شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ ، کی پوری کھود کرید کرو گے ۔ پس جس طرح ان کے استاد نے بیان کیا تھا یہ تعبیر حرف بحرف اسی طرح پوری ہوئی ۔ (تعبیر الرؤیا کشوری ص۳۰ ،

اور مختلف الفاظ کے ساتھ یہ واقعہ تاریخ بغداد للخطیبؒ ج ۱۳ ص۳۳۵ طبع مصر اور ، الخیرات الحسان ص۱۴ طبع مصر ۔ وکتاب الانساب سمعانیؒ ورق ص۱۹۶ طبع مصر ، ومناقب کردریؒ ج ۱ ص۳۳ طبع دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ، اور مفتاح السعادۃ ج ۲ ص۸۲ طبع حیدر آباد دکن ، میں بھی موجود ہے ۔ غور فرمائیں کہ اس خواب کی صورت کیا ہے ؟ اور اس کی تہ میں ، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی احادیث کی پیروی اور فقہی رنگ میں علم دین کی خدمت جو زرین خدمت کی خوشخبری اور بشارت موجود ہے وہ کیا ہے ؟

(د) تاریخ کی بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید علیہ الرحمۃ کی بیوی زبیدہ علیہا الرحمۃ نے خواب میں دیکھا کہ کثیر التعداد مخلوق جمع ہو کر سب سب ، باری باری اس سے ، مجامعت کرتی ہے ۔ جب آنکھ کھلی تو وہ بے حد پریشان ہوئی ، گھبراہٹ کی کوئی انتہا نہ تھی آخر کار جب اس خواب کی تعبیر بتلائی گئی تو معلوم ہوا کہ ان سے کوئی ایسا کام ہوگا جس سے بے شمار مخلوق فیضیاب ہوگی ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اس نے نہر زبیدہ کھدوائی جو عراق عرب کے ایک

بہت بڑے حصہ کو سیراب کرتی ہے اور ایام حج میں مشرق و مغرب کے مسلمان اس سے فیضیاب ہوتے ہیں جو اسی خواب کی تعبیر ہے۔ (محصلہ رشاد الاخیار ص۵۱ طبع جید برقی پریس دہلی)

(۵) امام الحسین بن بوجر الباوردی فرماتے ہیں کہ میں شہر الحان میں تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ و بارک وسلم کی وفات ہوگئی ہے۔ تو میں نے اس کے جواب میں کہا کہ اگر تیرا خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ کوئی ایسا امام فوت ہوگا کہ اس زمانہ میں اس کی نظیر نہ ہوگی اور ایسے ہی خواب حضرت امام شافعی، حضرت امام ثوری اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم کی وفات کے وقت دیکھے گئے تھے۔ چنانچہ شام سے پہلے ہی یہ خبر آگئی کہ شیخ الاسلام الحافظ، ابو موسیٰ المدینی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ (المتوفی ۵۸۱ھ) وفات پا چکے ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۱۲۵ و ۱۲۶، للذہبیؒ)

یہ چند خواب ہم نے باحوالہ اس لئے نقل کئے ہیں تاکہ یہ بات بالکل آشکارا ہو جائے کہ بسا اوقات خواب کا ظاہر کچھ اور ہوتا ہے اور باطن کچھ اور ہوتا ہے اور اس کو وہی حضرات سمجھ سکتے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے علم و بصیرت کے ساتھ ساتھ فن تعبیر کی باریکیوں اور مضمر نکات حل کرنے کی توفیق سے نوازا ہوتا ہے ہر کہ و مہ کی یہاں بات نہیں چلتی ؎

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

دوسری بات خواب نیند کی حالت میں دیکھا جاتا ہے اور نیند کی حالت میں جو کلمات زبان سے سرزد ہوتے ہیں شریعت میں ان کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

بالفرض اگر کسی سے بحالت نیند کلمات کفر یہ سرزد ہوں تو اس پر کفر و ارتداد کا کوئی فتویٰ نہیں لگ سکتا کیوں کہ وہ شرعاً مرفوع القلم ہے اور نیند کی حالت میں ایسے کلمات صادر ہونے کی وجہ سے وہ مجرم نہیں ہوگا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ:

رفع القلم عن ثلاثة عن النائم حتى يستيقظ وعن المبتلى حتى يبرأ وعن الصبي حتى يكبر رواه د ن ه ك، صحيح

(الجامع الصغیر ج ۲ ص ۲۴)

تین شخص مرفوع القلم ہیں (یعنی شرعی قانون کی زد سے محفوظ ہیں) سونے والا جب تک کہ بیدار نہ ہو، اور جنون میں مبتلا یہاں تک کہ اس کو افاقہ ہو اور بچہ جب تک بڑا یعنی بالغ نہ ہو جائے۔

اور سیدنا حضرت عمر اور سیدنا علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی روایت میں ہے۔

رفع القلم عن ثلاث عن المجنون المغلوب على عقله حتى يبرأ وعن النائم حتى يستيقظ وعن الصبي حتى يحتلم رحم د ك

(الجامع الصغیر ج ۲ ص ۲۴)

تین شخص مرفوع القلم ہیں مجنون جس کی عقل پر جنون کا پردہ پڑا ہو حتیٰ کہ وہ تندرست نہ ہو جائے اور سونے والا جب تک بیدار نہ ہو جائے، اور بچہ جب تک بالغ نہ ہو جائے

اور ایک روایت میں آتا ہے سیدنا حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم نے فرمایا۔

انه ليس في النوم تفريط، انما التفريط في اليقظة۔

(ترمذی ج ۱ ص ۲۵ وقال حسن صحیح)

یعنی نیند کی حالت میں کوئی کوتاہی اور جرم نہیں ہاں بیداری کی حالت میں کوتاہی ہو تو اس میں جرم ہے۔

اس قسم کی روایات کے پیش نظر حضرات فقہاء احناف کثر اللہ تعالےٰ جماعتہم نے یہ قاعدہ اور ضابطہ اخذ کیا ہے کہ نیند کی حالت میں کوئی بات بھی کسی درجہ میں قابل اعتبار نہیں ہے نہ تو خواب میں اسلام لانا اور (معاذ اللہ تعالےٰ) کفر و ارتداد معتبر ہے اور نہ نکاح و طلاق بلکہ حضرات فقہائے کرامؒ تصریح فرماتے ہیں کہ نیند کی حالت کی بات پرندوں کی آواز سے کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ چنانچہ علامہ محمد امین بن عمر۔ الشامی الحنفی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ،

المتوفی ۱۲۵۲ھ، لکھتے ہیں:

ولذا لا یتصف بصدق ولا کذب ولا خبر ولا انشاء وفی التحریر وتبطل عباراتہ من الاسلام والردۃ والطلاق ولم توصف بخبر ولا انشاء وصدق وکذب کالحان الطیور اھ (شامی ج ۲ ص ۵۸۸ طبع مصر فی مطلب طلاق المدہوش)

اور اسی لئے سونے والے کا کلام صدق وکذب اور خبر وانشاء سے متصف نہیں ہوتا اور تحریر الاصول میں ہے کہ سونے والے کا کلام مثلاً اسلام لانا یا مرتد ہو جانا، یا بیوی کو طلاق دینا، وغیرہ، یہ سب لغو اور بے کار ہے نہ اس کو خبر کہا جا سکتا ہے اور نہ انشاء اور نہ سچ اور نہ جھوٹ جیسے پرندوں کی آواز۔

اور آگے تحریر فرماتے ہیں کہ:

ومثلہ فی التلویح فھذا صریح فی ان کلام النائم لا یسمی کلاما لغۃ ولا شرعا بمنزلۃ المھمل اھ ایضاً

اور ایسا ہی تلویح میں ہے پس اس عبارت سے صراحۃً معلوم ہوا کہ نیند کی حالت کا کلام نہ لغۃً کلام ہے اور نہ شرعاً جیسے مہمل۔

حدیث اور فقہ کے ان صریح حوالوں سے معلوم ہوا کہ نیند اور خواب کی حالت کی بات پر کوئی فتوٰے صادر نہیں ہو سکتا جب مسئلہ کی حقیقت یہ ہے تو حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ اس شخص پر کیسے فتوٰے لگاتے، اور کس طرح اس کو کافر اور مرتد قرار دیتے؟

تیسری بات بیداری کی حالت میں غیر اختیاری طور پر زبان سے جو بات سرزد ہو جاتی ہے گو وہ بات کفر ہی کیوں نہ ہو شریعت اس پر بھی کفر وارتداد وغیرہ کا کوئی حکم اور فتوٰے نہیں لگاتی، قرآن کریم میں مومنوں کی زبان سے یہ دعا اللہ تعالیٰ نے جاری فرمائی ہے۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا الآیۃ

یعنی اے ہمارے رب اگر ہم سے کوئی بھول یا خطا سرزد ہو تو تو ہمارا مواخذہ نہ کرنا۔

اور حدیثوں میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۴۴ طبع مصر بحوالہ مسلم،

اور سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ۔

ان اللہ تجاوز عن امتی الخطأ و النسیان وما استکرھوا علیہ۔
مشکوۃ ج ۲ ص ۵۸۴ رواہ ابن ماجہ ص ۱۴۷ والبیہقی ج ۷ ص ۳۵۶ والطحاوی ج ۲ ص ۵۶ والحاکم ج ۲ ص ۱۹۸ عن ابن عباس وصححہ و السیوطی فی الجامع الصغیر ج ۲ ص ۲۴ عن ثوبان رض وقال صحیح،

بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا اور نسیان اور جس چیز پر ان کو مجبور کیا گیا ہو کے مواخذہ سے درگزر فرمایا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ خطا کی صورت میں اگر کفر وغیرہ کا کوئی کلمہ زبان سے نکل جائے تو اس پر شرعاً کوئی گرفت نہیں ہے۔ سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔ اللہ تعالیٰ اپنے گنہگار بندہ کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے کوئی مسافر کسی بے آب وگیاہ لق و دق میدان میں جا رہا ہو اور وہاں اس کی سواری کا اونٹ جس پر اس کے کھانے پینے کا سامان بھی لدا ہوا ہو، اس سے گم ہو جائے اور وہ ادھر ادھر تلاش کر کے اس سے ناامید ہو کر مرنے کے لئے کسی درخت کے سایہ میں آ لیٹے پھر اسی حال میں اس کی آنکھ بھی لگ جائے پھر تھوڑی دیر کے بعد اس کی آنکھ کھلے تو وہ یہ دیکھے کہ اس کا اونٹ مع اپنے ساز وسامان کے اس کے پاس کھڑا ہوا ہے اور اس کی زبان سے بے انتہا خوشی میں یہ لفظ نکل جائیں۔

اللھم انت عبدی وانا ربک	اے پروردگار تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں ۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ و بارک وسلم نے فرمایا کہ اخطأ من شدۃ الفرح کہ زیادہ خوشی کی وجہ سے اس کی زبان سے خطا سرزد ہوئی ۔

(مسلم ج ۲ ص۳۵۵ و مشکوٰۃ ج ۱ ص۲۰۳)

یعنی وہ بے چارہ کہنا تو یہ چاہتا تھا کہ اے میرے رب تو میرا آقا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں ، مگر کہہ الٹ گیا ، حالانکہ یہ شخص نہ تو دیوانہ ہے اور نہ اس پر غشی طاری ہے اور نہ نشہ میں مست ہے اور نہ سویا ہوا ہے ۔ بیداری کی حالت میں ہے مگر بے ساختہ اور بے اختیار اس کی زبان سے وہ کچھ نکل رہا ہے جس کو وہ چاہتا نہیں ، ارادہ کسی اور بات کے نکالنے کا ہے مگر نکلتی کچھ اور ہے ۔ حضرات فقہاء احنافؒ نے خطا کی تعریف وتشریح اور حکم کے بارے میں خاصی تفصیل کی ہے ۔ چنانچہ امام حسن بن منصور المعروف بقاضی خان الحنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۹۲ھ) لکھتے ہیں کہ ۔

والخاطی من یجری علی لسانہ من غیر قصدٍ کلمۃ مکان کلمۃ ۔	اور خطا کرنے والا وہ ہے جس کی زبان پر بغیر قصد کے ایک کلمہ کی جگہ کوئی دوسرا کلمہ نکل جائے ۔

فتاویٰ قاضیخان ج ص۸۸۳ طبع نولکشور لکھنؤ

اور نیز تحریر فرماتے ہیں کہ ۔

الخاطی اذا جری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطأ بان کان ، اراد ان یتکلم بما لیس بکفر فجری علی لسانہ کلمۃ الکفر	اور بہر حال خاطی کی زبان پر جب خطأً کفر کا کلمہ جاری ہو گیا مثلاً وہ ایسا کلمہ بولنا چاہتا تھا جو کفر نہیں لیکن خطأً اس کی زبان سے کفر کا کلمہ نکل گیا تو تمام فقہاء

خطأ لو یکن ذالک کفرا عند الکل بخلاف الهازل لان الهازل یقول قصدا الا انه لا یرید حکمه۔ (ج ۴ ص ۲۲۳)

کرامؒ کے نزدیک یہ کفر نہ ہوگا بخلاف دل لگی کرنے والے کے کیوں کہ دل لگی کرنے والا کہتا تو اپنے قصد واختیار سے ہے مگر اس کے حکم کا ارادہ نہیں کرتا۔

اس عبارت میں خطا کی فقہی تعریف اور پھر اس پر جو فقہی حکم مرتب ہوتا ہے دونوں، باتیں بصراحت آگئی ہیں۔ مشہور محقق العلامہ الشیخ عبدالعزیز بن احمدؒ بن محمد علاؤالدین البخاری الحنفیؒ (المتوفی سنہ ۷۳۰ھ) لکھتے ہیں کہ۔

فدل ان بالتکلم بکلمة الکفر فی حالة السکر لا یحکم بالردة کما لا یحکم بها فی حالة الخطأ والجنون فلا تبین منه امرأته۔

(کشف الاسرار شرح اصول فخر الاسلام بزدویؒ ج ۴ ص ۳۵۵ طبع مصر)

سو اس سے ثابت ہوا کہ نشہ کی حالت میں کلمہ کفر نکل جانے کی وجہ سے مرتد ہونے کا حکم نہیں دیا جائے گا جس طرح کہ خطا اور جنون کی حالت میں ایسا کلمہ نکل جانے کی وجہ سے ارتداد کا حکم نہیں لگایا جاتا سو اس کی وجہ سے اس کی بیوی اس پر بائن نہ ہوگی۔

علامہ شامیؒ رقمطراز ہیں کہ۔

ومن تکلم بها مخطئا او مکرها لا یکفر عند الکل (شامی)

جس شخص سے خطأً کلمہ کفر سرزد ہو گیا یا کسی نے زبردستی اس سے کلمہ کفر کہلوایا تو سب کے نزدیک اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔

اور ملا علی القاریؒ لکھتے ہیں کہ۔

بان الخاطئ اذا جری علی لسانه کلمة

کہ خطأً اگر کسی کی زبان سے کلمۂ کفر نکلا تو

الکفر خطأً لم یکن ذالك کفرا عند الکل (شرح فقہ اکبر ص۱۹۸ طبع کانپور)	سب کے نزدیک یہ کفر نہ ہوگا ۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کفر اور ارتداد کے لئے قصد اور ارادہ لازمی ہے اور خطا و اکراہ میں قصد و ارادہ نہیں ہوتا اور جب کفر و ارتداد ایک ایسی چیز ہے جس کے لئے قصد و ارادہ درکار ہے تو طلاق و عتاق وغیرہ کی طرح اس میں محض زبانی تلفظ ہی کفایت نہیں کرتا بخلاف ہزل اور مسخرہ پن اور استخفاف کے کہ ان میں کلمہ کفر جو زبان سے نکلتا ہے اس میں متکلم کا قصد اور ارادہ شامل ہوتا ہے ہاں اگر وہ اس پر فتوئ کفر لگنے کے فقہی اور شرعی حکم سے ناراض ہو تو اس کی عدم رضا سے حکم کفر نہیں ٹلتا ۔ فتاویٰ قاضی خان میں ہے

واما الهازل والمستهزئ اذا تکلم بالکفر استخفافا ومزاحا واستهزاً یکون کفرا عند الکل وان کان اعتقاده بخلاف ذالك ۔ (ج ۴ ص۸۸۳ طبع نول کشور)	بہر حال دل لگی اور استہزار کرنے والا جب کلمہ کفر زبان سے نکالے محض اس کو ہلکا سمجھتے ہوئے اور مزاح و استہزار کے طور پر اگرچہ اس کا اعتقاد اس کے خلاف ہو پھر بھی وہ تمام فقہائے کرام کے نزدیک کافر ہوجائے گا ۔

حافظ محمد بن عبد الواحد ابن الہمام الحنفیؒ (المتوفی ۸۶۱ھ) لکھتے ہیں کہ

الردة تنبئ عن تبدل الاعتقاد ۔ (فتح القدیر ج ۴ ص۴۰۷ طبع مصر)	ردت کا لفظ ہی اعتقاد کی تبدیلی کو بتلا رہا ہے ۔

اور اسی فتح القدیر ج ۳ ص۴۱۲ میں لکھتے ہیں کہ

رکنها الاعتقاد ۔	ارتداد کا رکن ارتداد ہے ۔

اور امام اکمل الدین محمد بن محمود البابرتی الحنفیؒ (المتوفی ۷۸۶ھ) لکھتے ہیں کہ ۔

ان الرکن فی الردة الاعتقاد ۔ (العنایہ ج ۳ ص۴۱۲ برحاشیہ فتح القدیر)

ارتداد کا رکن اعتقاد ہے یعنی ردت میں اعتقاد کی تبدیلی کا دخل ہے اور بغیر اس کے ارتداد کا تحقق فقہی طور پر نہیں ہو سکتا۔

غرضیکہ خطا کی صورت میں انسان ایک حد تک مجبور ہوتا ہے اور اس حالت میں اس پر فتویٰ صادر نہیں کیا جا سکتا۔ اور خود مولوی احمد رضا خان بریلوی کو بھی اس قاعدہ کے تسلیم کرنے سے چارہ نہیں رہا چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ۔

شریعت میں احکامِ اضطرار احکامِ اختیار سے جدا ہیں ۔

(ملفوظات حصہ اول ص۹ طبع آفسٹ پریس کراچی)

اب اس ساری بحث کو ملحوظ رکھ کر انصاف سے دیکھنا چاہیئے کہ جو شخص خود چلا چلا کر کہتا ہے کہ بے اختیار ہوں، مجبور ہوں، زبان قابو میں نہیں، اور اس پر بعد میں روتا بھی ہے ' ایسے شخص کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیوں کافر کہتے ؟ اور جب وہ خود کافر نہیں تو رضا بالکفر کس طرح ثابت ہوئی ؟ اور حضرت تھانوی کیوں کافر قرار پائے ؟ جب کہ، خان صاحب بریلوی کا فتویٰ بھی احکامِ اضطراریہ میں وہی ہے جو حضرات فقہائے کرامؒ کا ہے کیا خوب ہے ؎

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہِ کنعاں کا

اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ کو خواب کی اس تعبیر پر اصرار بھی، نہیں ہے انہوں نے اپنی دانست کے مطابق اس خواب کی اچھی تعبیر بیان فرما دی لیکن ساتھ ہی اپنے عدمِ اصرار کا تذکرہ بھی فرما دیا۔ چنانچہ وہ خود تصریح فرماتے ہیں کہ۔

باقی مجھ کو اس پر اصرار نہیں اگر یہ خواب (وسوسہ) شیطانی ہو یا کسی مرض دماغی سے ناشی (پیدا شدہ) ہو اور اس کی تعبیر نہ ہو یہ بھی ممکن ہے لیکن غلط تعبیر دینا (صرف) ایک وجدانی کی غلطی ہوگی جس پر کوئی الزام نہیں ہو سکتا۔ بلفظہ۔ (الامداد بابت ماہ جمادی الثانیہ ۱۳۳۶ھ ص۲)

ارتداد کا رکن اعتقاد ہے یعنی ردت میں اعتقاد کی تبدیلی کا دخل ہے اور بغیر اس کے ارتداد کا تحقق فقہی طور پر نہیں ہوسکتا۔

غرضیکہ خطا کی صورت میں انسان ایک حد تک مجبور ہوتا ہے اور اس حالت میں اس پر فتویٰ صادر نہیں کیا جاسکتا۔ اور خود مولوی احمد رضا خان بریلوی کو بھی اس قاعدہ کے تسلیم کرنے سے چارہ نہیں رہا چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ۔

شریعت میں احکامِ اضطرار احکامِ اختیار سے جدا ہیں۔

(ملفوظات حصہ اول ص۶ طبع آفسٹ پریس کراچی)

اب اس ساری بحث کو ملحوظ رکھ کر انصاف سے دیکھنا چاہیئے کہ جو شخص خود چلا چلا کر کہتا ہے کہ بے اختیار ہوں، مجبور ہوں، زبان قابو میں نہیں، اور اس پر بعد میں روتا بھی ہے ایسے شخص کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کیوں کافر کہتے؟ اور جب وہ خود کافر نہیں تو رضا بالکفر کس طرح ثابت ہوئی؟ اور حضرت تھانوی کیوں کافر قرار پائے؟ جب کہ، خان صاحب بریلوی کا فتویٰ بھی احکامِ اضطراریہ میں وہی ہے جو حضرات فقہائے کرامؒ کا ہے کیا خوب ہے ؎

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہِ کنعاں کا

اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ کو خواب کی اس تعبیر پر اصرار بھی، نہیں ہے انہوں نے اپنی دانست کے مطابق اس خواب کی اچھی تعبیر بیان فرمادی لیکن ساتھ ہی اپنے عدمِ اصرار کا تذکرہ بھی فرما دیا۔ چنانچہ وہ خود تصریح فرماتے ہیں کہ۔

باقی مجھ کو اس پر اصرار نہیں اگر یہ خواب (وسوسہ) شیطانی ہو یا کسی مرض دماغی سے ناشی (پیدا شدہ) ہو اور اس کی تعبیر نہ ہو یہ بھی ممکن ہے لیکن غلط تعبیر دینا (صرف) ایک جدا گانہ کی غلطی ہوگی جس پر کوئی الزام نہیں ہوسکتا۔ بلفظہ۔ (الامداد بابت ماہ جمادی الثانیہ ۱۳۳۶ھ صفحہ ۲۰)

رسول اللہ، حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فوراً رو پڑے اور ارشاد فرمایا کہ میں کون ہوں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے غلام سے خود کو منسوب کرنا بے ادبی سمجھتا ہوں چہ جائیکہ ان کی برابری کا دعویٰ کروں یہ امر صرف تیری حسن عقیدت کے دریافت کے واسطے تھا۔

(فوائد الفوائد اردو ترجمہ ص۲۵۱)

اب سوال یہ ہے کہ کیا حضرت شبلی علیہ الرحمۃ اور ان کے عقیدت مند مرید اور حضرت خواجہ نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنہوں نے بلا انکار و تردید یہ واقعہ نقل فرمایا اور ان کے ملفوظات کے جمع کرنے والے حضرت امیر حسن علاء سنجری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنہوں نے بلانکیر یہ واقعہ ملفوظات میں درج کیا، کیا یہ سب کے سب حضرات کافر ہیں؟ والعیاذ باللہ تعالیٰ، اگر یہ کافر ہیں تو بریلوی حضرات نے ان کے کفر کی اشاعت کب کی، کس کتاب میں کی؟ اور اگر نہیں کی تو کیوں نہیں کی؟ اور ان کے خلاف یہ تکفیری محاذ کیوں قائم نہیں کیا؟ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ اور اگر یہ سبھی حضرات مسلمان ہیں تو وہ کس تاویل اور کس توجیہ سے مسلمان ہیں؟ کیا یہ کلمہ کفر نہیں ہے؟ آخر خدارا کچھ تو فرمائیں ؎

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

(۲) حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ (المتوفی ۶۲۵ھ) کی سوانح عمری ملقب بہ انوار خواجہ میں مذکور ہے کہ ایک شخص حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مرید ہونے کے واسطے حاضر ہوا۔ آپ نے اس کے سامنے وہی شرط پیش کی جو حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اپنے مرید کے سامنے پیش کی تھی۔ اس شخص نے وہ شرط قبول کی تو آپ نے فرمایا کہ پڑھو لا الہ الا اللہ معین الدین رسول اللہ اس نے پہلے انکار کیا لیکن جب دیکھا کہ اس شرط کے بغیر بیعت محال ہے تو جبراً و قہراً اس نے لا الہ الا اللہ معین الدین رسول اللہ پڑھا۔ اس کے بعد حضرت

خواجہ معین الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ محض تمہاری عقیدت مندی کا امتحان تھا، عقیدہ وہی رکھنا جو تمہارا تھا میں تو صرف آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم کا ایک ادنیٰ غلام ہوں (محصلہ رشاد الخیار ص۵۹)

بریلوی حضرات سے دریافت طلب یہ بات ہے کہ کیا ان کے نزدیک حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کافر ہیں؟ (العیاذ باللہ تعالےٰ) اگر نہیں تو کس بنا پر الفاظ تو بظاہر کفریہ ہیں۔ پھر ان الفاظ کفریہ کے سرزد ہونے کے بعد ان کے نہ کافر ہونے کی کیا وجہ ہے؟

اور عجیب تر بات یہ ہے کہ ان حضرات نے عین بیداری میں محض امتحان لینے کی خاطر یہ ساری کاروائی اپنے قصد و اختیار سے کی ہے اور بایں ہمہ وہ صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ، اپنے اور اپنے سے بعد آنے والے دور میں وہ جلیل القدر اولیائے کرامؒ میں سمجھے جاتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالےٰ بریلوی حضرات کو صحیح سمجھ عطا فرمائے کہ وہ ہر چیز کو حقیقت کی نگاہ سے دیکھ سکیں، اور ان کو تعصب و عناد اور ہٹ دھرمی سے بچائے تاکہ وہ محض دنیائے دنیّ کے دھندوں میں الجھ کر اپنی آخرت ہی برباد نہ کر بیٹھیں۔

اللہ تبارک وتعالےٰ تمام مسلمانوں کو توحید و سنت کا گرویدہ اور اہل توحید اور اہل سنت کا صحیح معنے میں محب و شیدائی بنائے۔ اور اللہ تبارک وتعالےٰ حق، اور حق کے ساتھ عداوت، دشمنی، اور عناد سے محفوظ رکھے، اور ہمیشہ حق والوں کا، ساتھی بنائے اور ان کی معیت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ و خاتم انبیائہٖ محمد وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وازواجہٖ وجمیع متبعیہ الیٰ یوم الحساب

احقر الزاہد محمد سرفراز

خطیب جامع مسجد گکھڑ و صدر مدرس بمدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پاکستان

۱۲ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ ۲۱ر اکتوبر ۱۹۷۲ء یوم السبت ۴ بجے عصر